10
P
1626
Urdu
Microfilm

राष्ट्रीय अभिलेखागार पुस्तकालय
NATIONAL ARCHIVES LIBRARY
भारत सरकार
Government of India
नई दिल्ली
New Delhi

1627
10/01

आह्वानांक Call No.
अवाप्ति सं॰ Acc. No. 1626

دردِ وطن

Dard-e-watan
Compiled by
Om Parakash
1153/76 P3

پبلشرز پرکاش اینڈ برادرس لاہور

IMPERIAL RECORD
RECEIVED.
7 JAN. 1931
DEPARTMENT

NATIONAL ARCHIVES LIBRARY
No 1626
Date 19·1·72
GOVT. OF INDIA

جملہ حقوق بحق پبلیشر محفوظ ہیں

اوم

اللہ اکبر

بندے ماترم

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

دردِ وطن

چوٹی کے شاعروں کی چیدہ چیدہ نظموں کے
اِنتخاب کا مجموعہ

مؤلفہ
اوم پرکاش ساہنی

پبلشر:- اوم پرکاش اینڈ برادرس لاہور

مِلنے کا پتہ:-
لاجپت رائے پرتھوی راج ساہنی
تاجران کتب لاہور

باردوم ۲۰۰۰ (پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوانچند پرنٹر) قیمت ۵/

دیباچہ

یہ ایک چھوٹی سی کتاب محض اپنے اُن ہم عمر بھائیوں اور چھوٹے بچوں کے لئے پبلک میں پیش کرتا ہوں جن کا دل ابھی تک قومی کام کی طرف رجوع نہیں ہوا۔ میں آشا کرتا ہوں کہ میرے ہم وطن و ہم عمر بھائی اس ناچیز کتاب کو پڑھ کر فائدہ اٹھائیں گے اور پرماتما ہمارے دلوں کے اندر شکتی دیں کہ ہم قومی کام اور بھارت کی سیوا میں تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے سوراجیہ کو پراپت کر سکیں۔

آپ کا صادق

اوم پرکاش ساہنی

لاہور

مورخہ ۱۸ نومبر سنہ ۱۹۲۱ء

بندے ماترم

سوجلام ۔ سوپھلام ۔ ملیج شیتلام ۔ سسیہ شیاملام ۔ ماترم
بندے ماترم

شبھر جیوتسنا ۔ پلکت یامنیم ۔ پھل کسمیت درم دل شو بھینیم
سوہاسینیم ۔ سومدھر بھاشنیم ۔ سکھدام ۔ وردام ۔ ماترم
بندے ماترم

ترنش کوٹی کنٹھ کل کل نناد کرالے دو دترنش کوٹی بھجے دھرت کھر کروالے کے
بولے ما! تمہی ابلے! بہوبل دھارنیم ۔ نمامی تارنیم ۔ رپودل وارنیم ۔ ماترم
بندے ماترم

تمہی ودیا ۔ تمہی دھرم ۔ تمہی ہردیہ ۔ تمہی مرم ۔ توم ہی پرانہ شریرے
باہو تے تمہی ماشکتی ہردے تمہی ما بھگتی ۔ تمہاری پرتیما گڑھی مندرے مندرے
تم ہی درگا وشش پرہرن دھارنی ۔ کملا کمل دل دھارنی
بانی ودیا دائیں نمامی توام ۔ نمامی کملام املام اتلام سوجلام ۔ سوپھلام ماترم

بندے ماترم

شیاملام ۔ سرلام ۔ سوسمتام ۔ بھوشتام ۔ دھرنیم ۔
بھرنیم ۔ بندے ماترم
بندے ماترم

ترجمہ

اعلیٰ جلوں والی۔ اعلیٰ پھلوں والی۔ چندن سی ٹھنڈی سبز کھیتوں والی
ماتا کو نمسکار۔ سفید چاندنی والی نکھری ہوئی راتوں والی۔ کھلے ہوئے پھولوں
سے لدے ہوئے درختوں کی قطاروں سے شوبھا مان۔ دلکش مسکراہٹ
والی۔ میٹھا بولنے والی سکھ دینے والی۔ برکتیں برسانے والی ماتا کو نمسکار۔
تیس کروڑ گلوں کی آوازوں سے پر رعب ساٹھ کروڑ ہاتھوں میں تلوار لئے ہوئی
ہیبت ناک اتنا بل رکھ کر بھرائے ماتا۔ کیسے کمزور ہے۔ بہت بل والی کو تارنے
والی کو نمسکار۔

دشمنوں کے دلوں کے منہ پھیر دینے والی ماتا کو نمسکار۔

تم ہی ودیا۔ تم ہی دھرم۔ تم ہی دل۔ تمہیں دل کا راز۔ تمہیں تن میں جان
بازو کی تمہیں شکتی۔ دل میں تم ہی بھگتی۔ تمہاری ہی مورتی۔ ہر ایک مندر میں
براجمان تم ہی دس ہتھیار پہننے والی درگا۔ کنول پھولوں میں رہنے والی لکشمی
وویا دینے والی۔ بانی تمہیں کو نمسکار۔ لکشمی کو نرمل کو۔ لاثانی کو نمسکار۔

اعلیٰ جلوں والی اعلیٰ پھلوں والی ماتا کو نمسکار۔

ہری بھری کو۔ دل کی صاف کو۔ مسکراتی ہوئی کو۔ سجی دھجی کو پالن پوشن کرنے
والی کو نمسکار۔

سوتنت

پرماتما اور اسکی عطا کردہ نعمتوں کی تعریف

از لال چند صاحب فلک

تعریف اس خدا کی جس نے جہاں بنایا فردوس و عرش اعظم کون و مکان بنایا
ہندوستان کو فخرِ رشک جہاں بنایا کوہ ہمالیہ کو فخرِ نشاں بنایا
کیسی زمین بنائی کیا آسمان بنایا

ہر بات سے عیاں ہے دانشوری خدا کی ہیں دلفریب پودے رنگین شجر اگائے
توصیف کیجئے کیا اس صاحب ذکا کی پاؤں تلے بچھایا کیا خوب فرش خاکی
اور سر پہ لاجوردی اک سائبان بنایا

دنیا میں روح افزا گلشن ہیں کیا بنائے ہیں دلفریب پودے رنگین شجر اُگائے
شاداب میں کھٹے میٹھے میوے عجب لگائے خوش رنگ اور خوشبو گل پھول ہیں کھلائے
اس خاک کے کھنڈر کو کیا گلستان بنایا

پھولوں سے زینت و زینت ہے گلستان کو بخشی تاروں کی جگمگاہٹ ہے آسمان کو بخشی
ایمان کی روشنی ہے دل اور جان کو بخشی سورج بنا کے اس نے رونق جہان کو بخشی
رہنے کو یہ ہمارے اچھا مکان بنایا

ہر چیز پر ہے اس کی مہربانی بخشی گلوں کو خوشبو بلبل کی خوش بیانی
گوہر دیا صدف کو دریا کو دی روانی پیاسی زمین کے منہ میں مینہ کا چوایا پانی
اور بادلوں کو اس نے مینہ کا نشان بنایا

اُس سے بھی آگ کی ہیں انگاریاں دہکتی ہیں بجلیاں چمکتی اور سبزیاں لہکتی
جو ننھی ننھی کلیاں بُستاں میں ہیں مہکتی یہ پیاری پیاری چڑیاں پھرتی ہیں چہچہکتی
قدرت نے اُسکی ان کو تسبیح خوان بنایا

دو لکڑیاں ہیں دائیں بائیں بنائیں اُسنے اچھے دماغ اچھی رائیں بنائیں اُسنے
کیا چاہ کرنے والی مائیں بنائیں اس نے کیا دودھ دینے والی گائیں بنائیں اُس نے
چڑھنے کو میرے گھوڑا کیا خوش عنان بنایا

یہ ٹھنڈا میٹھا پانی یہ باد روح پرور یہ مشک زعفران و عطر و گلاب عنبر
امرود نا شپاتی انگور آم گاجر رحمت سے اُسکی کیا کیا ہیں نعمتیں میسّر
ان نعمتوں کا مجھ کو ہے قدر دان بنایا

چقماق میں نلک سے آگنی چھپائی اُس نے چشم لب کے اندر پتلی بٹھائی اُس نے
دیکھو صدف میں شکل گوہر دکھائی اُس نے آب رواں کے اندر مچھلی بنائی اُس نے
مچھلی کے تیرنے کو آب رواں .. بنایا

ہر ایک قسم کی پولٹیکل - تواریخی - دھارمک - مجلسی کتب ہمارے ہاں بارعایت مل سکتی ہیں -

مینجر -

ہمارا بھارت

بھارت درشن ہمارا پیارا بھارت درشن ہمارا ہے
دنیا بھر کی پرکرتی دیوی کا آنکھوں کا یہ تارا ہے۔
جس کا مکٹ کریٹ ہماچل ہے ہگیہ پویت گنگا جل۔
جس میں بھیل کی وِدِ ل سمردس یش دش تارا ہے۔
ہوئے کو نلیدان انسی پرنتیں کوٹ سر اپنے تنٹ پر۔
گنتے ہیں سب گرج گرج کر بھارت درشن ہمارا ہے۔

بندے ماترم!

دین بھارت کا کرو کلیان بندے ماترم
کردیا درشٹی ہر وا گیان بندے ماترم
کیبرتی ہے نرمل تیری دکھیات سب سنسار میں
کر رہے ہیں شیش سب گن گان بندے ماترم
سہ رہے ہیں آج کل اپمان بندے ماترم
کر رہے ہیں پریم ہیت سب ایک سور سے پرارتھنا
بھارتیو کی نبھا دو شان بندے ماترم
اب کرو اُدھار ما تا بھارت درشن کا
ہو سدا سنسار میں سمان بندے ماترم

نج چرن کی بھگتی دے اور آتم بل کی شکتی دے
کر سکیں تجھ پر نچھاور جان بندے ماترم
ناش ہو دے ناستکتا اور ویر ویشور و ادیتا
دین و دج سر بود ہر ہے تب دھنیہ بندے ماترم

کیا کروں میں آپ سے اس دم مصیبت کا بیان

دیکھ کر حال وطن دل کو نہ صبر دار
آج کل ہندوستان ہر طور سے لاچار ہے
کیا کروں میں آپ سے اس دم مصیبت کا بیان
ایک سے چھوٹے اگر تو دوسری تیار ہے
بیگناہوں کیلئے گر آپ کی تلوار . . . ہے
کاٹ لو سر بے خطر ہم کو نہ کچھ انکار ہے
پاس تھا جو کچھ وہ سب تم پر نچھاور کر دیا
جان باقی ہے اسے لو تمہیں اختیار ہے
دیکھکر حالت ہماری ہے نہیں تم کو ملال ..
ہے یہاں حال پریشان اور دل بے زار ہے

دیکھکر دکھ دیش کا دل درد سے گھبرا اٹھا

کچھ نہیں بھاتا ہے مجھ کو دل میرا الجھن میں ہے سدھ بھی نہیں ہے تن بدن کی جان لیکن تن میں ہے
دیکھ کر دکھ دیش کا دل درد سے گھبرا اٹھا کہہ نہیں سکتے ہیں کچھ ہم اب تو من کی من میں ہے
اے میرے ایشور یہ کیسی یہ الٹی چال ہے سوجھ پڑتا ہے نہ ان کو ابھی آجکل آہ بیٹ ہے
ہے سہتے سہتے غم ہمارا ہند بے دم ہو گیا جو چمن گلزار تھا اب خار اس گلشن میں ہے
کیا کریں لاچار ہیں تقدیر کی گردش سے یار ورنہ ہم بھی دیکھ لیتے وصف کیا دشمن میں ہے
ہے سخن منتر یونہی سچا دیش سیوا سے کبھی ہٹ نہیں سکتے ہیں ہم گر جب تلک تن میں ہے

بدلتے ہیں نیا رنگ روز اور رنگ نرالی ہے ہمارا دل دکھانے کو بلا آفت کی پالی ہے
دیئے پہلے دلاسے اور پیچھے سے رولٹ بھی ہمیں برباد کرنے کی عجب حکمت نکالی ہے
مگر ہم بھی ہیں آمادہ آپکے خاطر دل و جان سے بلا ہر ایک تمہاری ہم نے اپنے سر پہ ڈالی ہے
پسینے پر تمہارے ہم نے اپنا خون بہایا ہے ہمارے قتل کرنے کو تنا عیدت سنبھالی ہے
سخن سچا ہے سر یونہی سنم گر سوچ لے دل میں تماشا بیگانہ ہوں کو نہیں تماشا من پر نالی ہے

ایکدن تھا امن سے اس چمن میں آشیاں اپنا چمن اپنا تھا گل اپنا تھا اور تھا باغباں اپنا
کہا درد کے بلبل نے ذرا سی بات پر میں نے لٹایا تن بدن اپنا مٹایا خانماں اپنا
رحم کر میرے رحم صیاد میری بدنصیبی پر قفس میں کل نہیں پل بھر کروں کیسے بیاں اپنا
اگر میں بچ گئی قاتل تیرے خونخوار خنجر سے دیکھنا پھر نئے سر سے بنا دوں گی مکاں اپنا

ایکدن دنیا میں تھی شان ہندوستان کا آج کل بگڑا ہوا ہے حال ہندوستان کا
کیا کہوں اب ہائے مجھ سے کچھ کہا جاتا نہیں لٹ رہا ہے سب زر و مال ہندوستان کا
ہو سودیشی نہیں گر اور ہوں ہم ایکدل دور ہو دم بھر میں سب جنجال ہندوستان کا

دیش کے ہت کیلئے گر ہر بشر تیار ہو   مال بھی بڑھتا ہے ہر سال ہندوستان کا
ہوگی ایشور کی دیا اس دین بھارت پر اگر   ہر نہیں سکتا ہے بانکا بال ہندوستان کا

ہمیں گردہ ستانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں   تو ہم بھی سر کٹانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں
چاہے جتنا ستالیں دل دکھالیں بے قسم انکو   یہاں بھی غم اٹھانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں
ترس انکو نہیں آتا ہماری ہیں حالت پر   بے وجہ دل دکھانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں
وفاداری کے عوض میں کیا رولٹ بل جاری   میری عزت گھٹانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں
جنہیں کرماں وزیر ہمارا رہبر بنانے سے   ہمیں مفلس بنانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں
آج کل دن ہیں گردش کے اسے سمجھوتے سپرو   سبھی کو کمس بنانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں

مارشل لاء کی فریاد

منشی عبدالخالق صاحب خلیق دہلوی

وہ شہید تیغ جفا ہوں میں جسے آسماں نے مٹا دیا
مرے منہ سے نکلی نہ آہ تک مجھے گولیوں سے اڑا دیا

وہ بہائیں خون کی ندیاں کہ پکار اعرش نے بھی الاماں
وہ پلٹ پلٹ کے ستم کئے کہ بلاگو خاں کو بھلا دیا

ہمیں جاں نثار ہیں ہند کے ہمیں دلفگار ہیں ہند کے۔
ہمیں پاس مہرو وفا کا ہے انہیں جان دے کے دکھا دیا

کوئی بیٹھ کر نہ سنبھل سکا کوئی دوڑ کر نہ اچھل سکا۔

وہ سپوت یا بڈھے جوان تھے نہ خاک جن کو سلا دیا
کوئی کشتہ کشتے پہ کفن کوئی لوٹ پوٹ تھا خستہ تن
جو کسی میں باقی بھی تھی تو پلٹ گئے چرکہ لگا دیا
بھلا کون کرتا تھا حق رسی کہ سرہانے روتی تھی بے کسی
جسے چاہا اس کو دبا دیا جسے چاہا اس کو جلا دیا
نہ سنی کسی کی شکائیتیں بیان کرتے کس سے شکائیتیں
کہ جو ہند والوں نے چوں چرا کہیں مارشل لاء بنا دیا
وہی لوگ نازمیں تھے پلے جو گلی میں پیٹ کے بل چلے
پڑی مار کوڑوں کی اس قدر تمام جسم سجا دیا
وہ یتیم کرتے ہیں زاریاں کہ نصیب جن کو ہیں خواریاں
وہ گھروں میں روتی ہیں ناریاں جنہیں ہائے بیوہ بنا دیا
یہاں سب کو جان کا بیم ہے۔ وہاں مانٹیگو سکیم ہے
نہ تو صبر ہے نہ قرار ہے۔ یہ بتاؤ تو ہمیں کیا دیا

ڈرائے جاتے ہیں کچھ اور کچھ پھسلائے جاتے ہیں

از جناب مولوی محمد علی صاحب افسوس از جے پور

نئے ظلم و ستم مخلوق پر اب ڈھائے جاتے ہیں
ڈرائے جاتے ہیں کچھ اور کچھ پھسلائے جاتے ہیں
سودیشی کے بھی استعمال کو اک جرم ٹھہرایا
نئے احکام اب ہندوستان میں پائے جاتے ہیں
بھلا یوں راہ پر دین حق کہیں مرعوب ہوتے ہیں
کرو تم قید کیا وہ قید سے گھبرائے جاتے ہیں

نقن۔ مکر اور گندم نمائی جو فروشی بھی ہے — یہ اجزائے حکومت ہندیں ڈھلوائے جاتے ہیں
دار و گیر پہ کچھ خنجر کچھ بھید لے جا ہے — مسرت ظلم پر کرتے ہیں اور اترائے جاتے ہیں
ان آفات و مصائب سے نہ اہل ہند گھبرائیں — مرادیں پائیں گے دل کی وہ اب آتے جاتے ہیں
ملیگا جب ہمیں سوراج تو افسوس کرکے وہ — کہیں گے ہم بہت مایوس ہو کر ہائے جاتے ہیں

حب الوطنی و اتحاد

وطن کے نام پر سر دے کے رام کریں گے — دو روزہ زندگی میں آکے کچھ کام کریں گے
کوئی ہنگے کیوں ہندوؤں سے گر مسلم ہیں ہم — خدا خدا نہ سہی رام رام کریں گے
جو ہم ہیں ہندو تو کیوں مسلم کے دشمن ہوں — نہ رام رام کریں گے تو سلام کریں گے
رہیں گے ہو کے جو اس طرح سے بھائی ہم
تو ایک دوسرے کو جلد رام کریں گے

ہماری وفا

نام زندوں میں لکھا جائیں گے مرتے مرتے — لاج بھارت کی بچا جائیں گے مرتے مرتے
جان پر کھیل ہی جائیں گے اگر ہم تو بھی — سینکڑوں کو ہی جلا جائیں گے مرتے مرتے
روح تن ہونگے جدا ان کا تو ہونا ہی نہیں — ہم تو بچھڑوں کو ملا جائیں گے مرتے مرتے
وہ کوئی اور ہی ہیں جو رو کے رلا کے مرتے
ہم تو اوروں کو ہنسا جائیں گے مرتے مرتے

ملک کو گاندھی سے فخرِ نازِ قوم

ہم ہیں گاندھی کے میاں اور ہمارا گاندھی
شانِ کرتار کا مینک سے نظارہ گاندھی
دیوتا فرش پہ قدرت نے اتارا گاندھی
جان و دل سے ہمیں ہو کیوں نہ پیارا گاندھی
مادرِ ہند کی ہے آنکھوں کا تارا گاندھی

مالوی زیب ہے گلشن کی تو نہرو زینت
تھا تلک بادِ بہاری تو ظفر ہے نکہت
موتیا کچلو اگر ہے تو گیندا ابھجدت
ہے محمد علی نرگس تو گلاب ہے شوکت
گلشنِ ہند میں ہے پھول ہزارا گاندھی

نہ تہیہ کیا پہلے حیرانی کا
نہ خیال آیا طبیعت میں پریشانی کا
چرخ مشکور ہوں اس تیری مہربانی کا
اب تو کچھ غم نہیں اس بحر کی طغیانی کا
ڈوبتی ناؤ کا ہے جبکہ سہارا گاندھی کا

پھر کبھی ہند میں اے بانسری والے آجا

ہند کو خاکِ مذلت سے اٹھانے آجا
خاکساروں کو مصیبت سے اٹھانے آجا
ہو چکے ہم غمِ حرماں کے حوالے آجا
تیرے نغموں کیلئے اٹھتے ہیں نالے آجا
پھر کبھی ہند میں اے بانسری والے آجا

پردۂ نے سے وہی سوز وہی ساز دکھا
بجھ گئے دل اثرِ شعلہ آواز دکھا
بنکے معشوق طرحدار کبھی ناز دکھا
اور کبھی عاشقِ جانباز کے انداز دکھا
پھر کبھی ہند میں اے بانسری والے آجا

خود گیا کھول کے جس نغمہ میں تو رازِ حیات
وائے قسمت کہ ہے خاموش وہی سازِ حیات
اب کہاں ہند میں وہ گرمیٔ آغازِ حیات
بخش دے آ کے ہمیں پھر وہی اعزازِ حیات
پھر کبھی ہند میں اے بانسری والے آ جا

برج بھومی وہی جمنا کا کنارہ ہے وہی
بن کے پھولوں کا دل آویز نظارہ ہے وہی
حسنِ قدرت کا سراپائے دل آرا ہے وہی
کس طرح کہئے کہ عالم بھی ہمارا ہے وہی
پھر کبھی ہند میں اے بانسری والے آ جا

کس طرح کہئے کہ بھولے نہیں پیغام تیرا
نقش سینوں میں ابھی تک ہے کہ نام تیرا
پھر وہی ہم ہوں وہی ہو کرمِ عام تیرا
وعدہ پورا ہو پھر اے رہبرِ نشکام تیرا
پھر کبھی ہند میں اے بانسری والے آ جا

وہ پریم کی آگ جسے کہئے وہ سینوں میں نہیں
کیا ہوا انوارِ ذات کہ جبینوں میں نہیں
جو رفاقت تھی تیری آج ریتوں میں نہیں
بات اب وہ تیری محفل کے مکینوں میں نہیں
پھر کبھی ہند میں اے بانسری والے آ جا

اک جہاں شاد ہے لیکن تیرا بھارت ناشاد
پڑتی رہتی ہے سدا کوئی نہ کوئی افتاد
نام لیوا تیرے کرتے ہیں تجھ سے فریاد
آ کے پھر کر دے ہمیں خوفِ فنا سے آزاد
پھر کبھی ہند میں اے بانسری والے آ جا

جیل میں خود ہم کو شوقِ جیل خانہ لے گیا

از لال چند صاحب فلک

باغ سے حسرت کا جھونکا آشیانہ لے گیا
عندلیبوں کو قفس میں آب و دانہ لے گیا۔

کون کہتا ہے زبردستی سے ہم پکڑے گئے
جیل میں خود ہم کو شوقِ جیل خانہ لے گیا

کچھ گل و گلچین کا شکوہ بلبلِ بھارت نہ کر
تجھ کو پنجرے میں تیرا یہ چہچہانا لے گیا

کیوں گھٹا ادبار کی چھائے نہ اہل ہند پر
کھینچکر یورپ ہے سب مال و خزانہ لے گیا

پوچھتے کیا ہو زمینداروں کی دولت کیا ہوئی۔
کچھ وکیل اور کچھ نشہ۔ کچھ مالیہ نہ لے گیا

شومئے قسمت سے ہم اک دانہ کو ترسا گئے
جھولیاں بھر کر وگرنہ کل زمانہ لے گیا

بھوک سے کیوں کر نہیں ہند کے بچے فلک
کھینچ کر ریلی برادر دانہ دانہ لے گیا

خوش ہو کے مونج کوٹیں گے چکی چلائیں گے

از فلک

خوش ہو کے مونج کوٹیں گے چکی چلائیں گے
گھونس کنداں خراش خوشی سے پھرائیں گے
زنداں کی روٹیاں خوش ہو کے کھائیں گے
اور اد ہے بھنے چنے بھی خوشی سے چبائیں گے

درد و محن میں پھنس کے نہ گردن جھکائیں گے
مونچھوں پہ تاؤ دیں گے اکڑ بھی دکھائیں گے

روئیں گے بزدلی سے نہ آنسو بہائیں گے
اس رنج و بے بسی میں بھی ہمت دکھائیں گے

رنج و غم و الم میں بھی خوشیاں منائیں گے
سختی تمام جھیلیں گے کڑیاں اٹھائیں گے

خود سہار کے ظلم۔ ظلم کی ہستی مٹائیں گے
بھارت کے حالِ زار کو بہتر بنائیں گے

ایک محبِ وطن کا پیغام نوجوانوں کے نام

از ہمدم

اُجڑا ہوا پڑا ہے سب گلستانِ بھارت — برباد ہو چکا ہے جنت نشانِ بھارت
پہلے تمام واقع اب ہو گئے فسانے — جاتی رہی یکایک وہ آن بان بھارت
بھارت کی ہائے کشتی گرداب میں پھنسی ہے — کس نیند سو رہے ہو اے کشتی بانِ بھارت
اٹھ بیٹھو نوجوانو اب تو اسے بچا لو — یہ کچھ کچھ ابھی ہے باقی نام و نشانِ بھارت
گر ہوش میں تم آؤ تو کچھ نہیں ہے مشکل — پھر وہی دیکھ لینا پہلی سی شانِ بھارت
معلوم ہے تمہیں کچھ روزِ ازل سے سب کے — استاد بنتے آئے ہیں عالمانِ بھارت
لیکن ہماری حالت اب رحم کے ہے قابل — وحشی کہا رہا ہے اب باشندگانِ بھارت
اس کی وہ شان و شوکت سب خاک میں ملی ہے — عالم میں گھومتا تھا پہلے نشانِ بھارت
گر ہے تمہیں محبت اس گلشنِ وطن سے — یہ عہد دل سے کر لو اے بلبلانِ بھارت

جب تک کہ دم میں دم ہے ہمدم رہینگے اس کے
یہ سر نذر رہے اس کی یہ جان ہے جانِ بھارت

در مدح خوشی رام از شہیدان مارشل لاء

شکوہ کرنے کے لئے روحِ خوشی رام آئی
لیکے لاہور کے مقتولوں کا پیغام آئی

اپنے مظلوم کا وہ دیکھنے انجام آئی
زندہ کرنے کے لئے دنیا میں پھر نام آئی

دن خوشی رام کی برسی کا منایا نہ گیا
اس کے ماتم کے لیے ہاتھ اٹھایا نہ گیا

اس مسافر کو غریب الوطنی بھائی تھی
کھینچکر گنج شہیداں میں قضا لائی تھی

پے بہ پے گولی اسی نے تو وہاں کھائی تھی
ملک پہ مرنا تھا یہ دنیا تماشائی تھی

ایسی جانبازی سے وہ سینہ سپر ہوتا تھا
گولیاں چلتی تھی اور ان کا جگر ہوتا تھا

اس زمانہ میں کوئی ایسا بہادر نہ ہوا
ایسی مردانہ روی سے جو کرے جان فدا

شیر نر کی طرح آگے کو وہ بڑھتا ہی گیا
جب گرا دن میں شہیدوں نے تھام لیا

نو عدد گولیاں نکلی تھیں تن نازک سے
دوسرے زخموں کا حال خدا ہی جانے

اس کے ماں باپ نہ تھے تھا وہ یتیم تنہا
ہائے پردیسی تھا اور بی اے میں پڑھتا تھا

رولٹ ایکٹ کی تنسیخ پہ فرمان ہوا
چمنِ ملک کو ہائے اُس نے لہو سینچا

کیا غضب ہے کہ خوشی رام کو بھول گئے
اس کے مقتل پہ چڑھانے کو نہ ہم پھول لئے

اپنی تعلیم کا پھل اس نے نہ پایا کوئی
اور جوانی کا مزہ نہ اٹھایا ... کوئی

اپنی جانبازی کا انعام نہ پایا کوئی
اس کے مقتل پہ نہ برسی کے دن آیا کوئی

کیا شہیدوں کو اسی طرح بھلا دیتے ہیں
ان کے آثار شجاعت کو مٹا دیتے ہیں

کرتو او نبھا

از قلم مہاشہ امرناتھ صاحب امر

عرش بہا ڑ دیں بھر سے تم بنا کر چھوڑنا　　ذرہ کو کوہسار تم دم میں بنا کر چھوڑنا
پھوٹ خود غرضی کی کیوں آتش یہ ہائے مشتعل　　اوفس مستحکوم سے تم اس کو بجھا کر چھوڑنا
جبر تم نے اب تلک جو کر لیا سو کر لیا　　اب فلک پر بھارتی جھنڈا دکھا کر چھوڑنا
اپنی عزت اپنے ہاتھوں آپ کیوں ہو کھو رہے　　اپنی غفلت پر تو دو آنسو بہا کر چھوڑنا
اٹھا ہے امر ہرگز ظلم سے ڈرنا نہ تم　　جیل میں جانا مگر تم ستیہ کو مت چھوڑنا

اپنا حق حق راہ میں لینا امر بجا ہے نہیں
راہِ حق میں پاؤں مستحکم جما کر چھوڑنا

ڈائر کی ستم شعاری (از ناز)

کسی بیکس کو اے ڈائر اگر مارا تو کیا مارا　　مرے کو فتنۂ محشر اگر مارا تو کیا مارا
سرِ بازار پبلک لیڈروں کو برہنہ کرکے　　کرالنگ لین میں ہنٹر اگر مارا تو کیا مارا
مدن موہن کی چھاتی پر نشانہ لگ گیا تیرا　　پہ گیا دو سالہ لڑکے پر اگر مارا تو کیا مارا
ہمارے ہاتھ تھے خالی تیرے ہاتھوں میں تھیں توپیں　　بلٹ ارک آرم لس کر دیا اگر مارا تو کیا مارا
شہیدوں کے لئے آئی ہے اپنے ساتھ بیساکھی　　ہم اب تک زندہ ہیں خنجر اگر مارا تو کیا مارا

ستپ پہلا لبرٹی کی طرف ہے خون قربانی
ہمیں اے ناز اس خاطر مارا تو کیا مارا

گولیوں کی بچھاڑ

گولیوں کی بیکسوں کے سر پہ ایک بوچھاڑ ہے
توپ بھی - بندوق بھی - سنگین - بھی - تلوار ہے
جان کا بچنا تو اس آفت میں اب دشوار ہے
جس طرف جائیں وہاں دیوار ہی دیوار ہے
حلقۂ جور و ستم میں نوجوان و پیر ہے
سامنے فوج ستم ہے موت دامن گیر ہے
بیکسوں پہ ظلم جو کچھ بھی کہ ہوتا تھا ہوا
دیکھتے ہی دیکھتے راشٹوں کا اک ابتداء تھا

(از روشن)

پیغام بنام نوجوان ہند

کر جاؤ کام دوستو بھارت کی شان رہے — دنیا میں تم رہو نہ رہو پر نشان رہے
اب غور کرنے سوچنے کا وقت ہے کہاں — خوں کھو رہا ہے جس کہ یہ نیم جاں رہے
تم نسل کے حفیظ ہو کچھ تو کر دکھاؤ — نام لیوا کوئی تو اسے مہرباں رہے
طوفان آفات تیرہ ہے لہریں ہیں جوش پر — اٹھ بیٹھو جس سے کہ بچے بادباں رہے
کیسا زمانہ آیا ہے کہ پردہ پلٹ گیا
اب نہ وہ گل نہ باغ نہ وہ باغباں رہے

گاندھی

دل میں گھر ہے تو آنکھوں میں تیری جا گاندھی
تو ملک و قوم کا دردِ آشنا گاندھی

وہ دل میں بیٹھتی ہے جو دل سے نکلتی ہے
نہ کس طرح ہو مؤثر تیری صدا گاندھی

لغو سے ہے بری کارگاہِ علم تیری
کہ جو عمل ہے تیرا ہے وہ بے ریا گاندھی

تیرا خیال ہے پاک اور قول ہے بے لوث
تیرا ضمیر ہے بیگانۂ انا گاندھی

دیا ہے ہند کو ایثار کا سبق تو نے
ہے بال بال تیرا قوم پر فدا گاندھی

جو کہہ کے حق تو رہا قید بھی تو رنج نہیں
قفس میں رہتے ہیں مرغانِ خوشنوا گاندھی

زمانہ کیوں نہ تیرے حکم کی کرے تعمیل
کہ مانتا نہیں تو قفس کا کہا گاندھی

چنا ہے نقش و نگارِ جہاں سے نقشِ حصیر
بری ہے بوئے ریا سے یہ بوریا گاندھی

سپوت تجھ سے کرے مادرِ وطن پیدا
یہی ہے نفس کی صبح و شام دعا گاندھی

کیوں او گدھے سوراج کی تجھکو فکر نہیں

کل اک گدھے سے کر دیا میں نے یونہی سوال
کیوں او گدھے سوراج کی تجھ کو فکر نہیں
سُن کر گدھے نے یہ کہا منہ کو ذرا سنبھال
کرنا تو اپنی قوم کا بالکل ذکر نہیں
اپنوں کو چھوڑ غیر کے جو جان نثار ہیں
حضرت گدھے سے بڑھ کے وہ قومی غدار ہیں

بدیشی کپڑا

از مہاشہ کشوری لعل آسمان لکھنوی

بدیشی ملوں نے مل دیا دے دے کے دم ہم کو
یہ لٹیے منت نئے ہم پر ستم ایجاد کرتے ہیں
یہ ریشم چین سے آکر گورنمنٹ مانچسٹر سے
نزاکت ہم کو دکھلا کے ہمیں برباد کرتے ہیں
اجاڑا ہے ہمیں آکر کے مانچسٹر اور بکلی نے
ہے جن ملکوں پہ آتے انہیں آباد کرتے ہیں
نہ پہنو ہند یو اب بھول کر بھی سرج کشمیرائی
پوتر پاک ہی کھدر ہمیں تو شاد کرتے ہیں

نہ خدا کی زمین کو برتو نہ برتو ما۔ کون کو بھی
انہیں کی شے پہ یہ ہم کو نہیں آزاد کرتے ہیں
جو ہندی آسمان اب سے بدیشی مال برتیں گے
وہی حضرات سمجھو ہمدیہ بے داد کرتے ہیں

سودیشی گیت ۔ از مہیر

نہ لیں گے نہ لیں گے ولایت کا کپڑا
قبا میں اگر لاکھ پیوند ہوں گے
الگ شانہ دل اے بزدلی ہو
نہ ہرگز تیرے ہم بھی پابند ہونگے
موافق نظر آتا ہے اب زمانہ
مخالف ہوئے تو کوئی چند ہونگے
سمجھتے ہیں جو رنج کو عیش راحت
یقین ہے وہی لوگ خورسند ہونگے
اگر قوم نے مہیر ہمت نہ ہاری
تو اک دن ضرور ہم فتح مند ہونگے

عرض حال

قوم کو جس سے شفا ہو وہ دعا کون سی ہے
بر چمن جس سے ہرا ہو وہ صبا کون سی ہے
جس کی تاثیر سے ہو عشرت دین دنیا
ہائے رے شافع محشر وہ دعا کون سی ہے

جس کی تاثیر سے یک جان ہو اُمت ساری
ہاں بتا دے ہمیں وہ طرزِ نوا کون سی ہے

قافلہ جس سے رواں ہو سوئے منزل
نافہ وہ کیا ہے وہ آوازِ درا کون سی ہے

جس سے ہر قطرے میں تاثیر ہو یک رنگی کی
ہاں بتا دے وہ ہے ہوش رُبا کون سی ہے

اپنی آواز میں تاثیر نہیں ہے باقی
جس سے دلِ قوم کا پگھلے وہ دعا کون سی ہے

اپنی کھیتی ہے اجڑ جائے کو اے ابرِ کرم
تجھ کو جو کھینچ کے لائے وہ ہوا کون سی ہے

ہے نہاں جس کی گدائی میں امیری دیکھی
آج دنیا میں وہ بزمِ فقرا کون سی ہے

تیرے قربان کہ یہ محفل دکھا دی ہے تو نے
میں نے پوچھا کہ اخوت کی دعا کون سی ہے

راہ اس محفلِ رنگین کی دکھا دے سب کو
اور اس بزم کا دیوانہ بنا دے سب کو

سمجھ لو مشکلیں سب دور اپنی ہونے والی ہیں

(از لال چند فلک)

مبارک ہند کی بیدار قسمت ہوتی جاتی ہے۔

نمایاں ہندیوں میں اب اخوت ہوتی جاتی ہے۔

جگایا ہے ہمیں شبنم نے چھینٹے پہ دیدے کر
دلوں سے اب ہمارے دور غفلت ہوتی جاتی ہے

شعاعیں آن پہنچی ہند میں سیر ترقی .... کی
رفو چکر ہمارے گھر سے ظلمت ہوتی جاتی ہے

سمجھ لو مشکلیں سب دور اپنی ہونے والی ہیں
کہ مائل قوم پر اپنی طبیعت ہوتی جاتی ہے

اٹھا غفلت کا پردہ اپنے دل سے بعد مدت کے
نمایاں ملک کی اب ہم میں الفت ہوتی جاتی ہے

ترقی پر ہے ان روزوں فلک پر چار دیسی کا
برائے ولیش کی چیزوں سے نفرت ہوتی جاتی ہے

اس لئے تم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

جی میں ہیں سو حسرتیں اور دل میں ہیں تو ارمان سو　　ہوتے ہوتے ہر گئے ہم تنگ اپنی جان سے
سختیاں یوں اہل یورپ اہل ہندوستان سے
اس لئے تم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

ہائے امرتسر میں تفنگ ٹوپیوں کی ٹولیاں　　بیگناہوں پر چلائیں کس غضب سے گولیاں
ہم سے تو تم کیا گئے تم تو گئے ایمان سے
اس لئے تم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

جب تمہیں مشکل پڑی ہم نے تن آسانیاں　　مال و زر صدقہ کیا بچوں کی قربانیاں

پھر گئے تم پھر بھی اپنے عہد سے پیمان سے
اس لئے تم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

ہم تمہارے واسطے ہندو مسلمان سب لڑے ہم نے جب فریاد کی تو جیل خانوں میں پڑے
خوب یہ بدلہ دیا احسان کا احسان سے
اس لئے تم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

سینکڑوں لاکھوں نے رولی پائی پائی سونپ دی ہم نے محنت سے کما کر سب کمائی تم کو دی
کیا کیا ٹرکی سے تم نے کیا کیا سلطان سے
اس لئے تم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

ہند سے آباد کتنا ہند بھی برباد ہو شاد تم جس کی بدولت ہو وہی ناشاد ہو
شان و شوکت اس کی مٹ جائے یہ ہو تم ٹھان سے
اس لئے تم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

تم یہ کہتے ہو کہ ہاں جی ہاں جی ہم کہتے رہیں تم ستم کرتے رہو اور ہم ستم سہتے رہیں
تم جو چاہو ہم سے کروا لو پکڑ کر کان سے
اس لئے تم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

تم نے یہ ٹھانی نہیں سنتا کسی کی فریاد کو ہم نے یہ ٹھانی کہ بس جانے ہی دیں امداد کو
وید سے ثابت ہے یہ روشن ہے قرآن سے
اس لئے تم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

اس لئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

بن کے تاجر گھر سے نکلے ہم نرالی شان سے چال کیا اچھی چلے ہم اہل ہندوستان سے

کر لیا اُن کو مسخر دیکھ کر نادان سے
اس لیئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

ہند میں ہے زورِ بازو پر حکومت کی بناء — جلیاں والے کا ہے تازہ ابھی تو حادثہ
حکمرانی کو بدل دیں کس طرح ایمان سے
اس لیئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

تم ہمارے واسطے کرتے نہ کیوں جانیاں — ہم نے کرلیں اپنے قبضے میں تمہاری روٹیاں
دام لائے تمہیں ہم وعدہ پیمان سے
اس لیئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

ہم نے لڑوایا تمہیں آپس میں اسمیں شک ہے کیا — اپنا اُلّو بن پڑا جس ڈھنگ سے سیدھا کیا
کر لیا مغلوب تم کو جان کر انجان سے
اس لیئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

جس طرح ہے آج ہندوستان ہمارے زیرِ پا — ایک دن محکوم ہو جائے گا سارا اجرا
جو کیا سلطان سے ویسا کریں جاپان سے
اس لیئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

ہند ہو آباد یا افلاس سے برباد ہو — لیکن انگلشمین کا گھر ہر طرح آباد ہو
ذلتیں کالے سہیں گورے گزاریں شان سے
اس لیئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

جو ہمارا حکم ہو اس پر کہو تم جی حضور — نیک و بد کو ہم سمجھتے ہیں نہیں تم کو شعور
خدمتیں تم سے ہمیشہ لیں پکڑ کر کان سے
اس لیئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

پالیسی اپنی نہیں سنتا کسی فریاد کو — کون دیکھیں اب پہنچتا ہے تمہاری داد کو

کیا ڈریں گے ہم تمہارے وید اور قرآن سے
اس لئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے
جی حضوری میں تمہاری تھا حکومت پر مزا — انڈیا سارا لے ہے اب عدم تعاون پر تلا
ہم سمجھتے تھے رہو گے تم سدا نادان سے
اس لئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

تم ہم کو برا کہتے ہو اچھا نہیں کرتے

بیداد وہ مظلوموں پر کیا کیا نہیں کرتے — وہ کون سا فتنہ جو برپا نہیں کرتے
درپردہ جو منظور ہے ظاہر ہے ہمیں — پر راز نہانی کو تیرے وا نہیں کرتے
تم اپنے ہی اعمال سے بدنام جہاں ہو — ہم آپ کی بیداد کا چرچا نہیں کرتے
جو چیز ہماری ہمیں مل جائے تو خوش ہیں — ہم اور کسی شے کی تمنا نہیں کرتے
بازیچۂ اطفال سمجھتے ہو سر مقتل — کیا وجہ کہ ہم خوف کا دعوی نہیں کرتے
تنگی قفس جان لئے لیتی ہے ابھی — پر خوف سے صیاد کا شکوہ نہیں کرتے
رونے پہ اتر آئیں تو گرد و نکو بہا دیں — کچھ بات ہے قطرے کو جو دریا نہیں کرتے
وعدہ شکنی اس بت طناز کی خو ہے — کہ ہم بھی محبت کا پہ سودا نہیں کرتے

ہم نے تمہیں ہر دم نگاہ لطف سے دیکھا
تم ہم کو برا کہتے ہو اچھا نہیں کرتے

سُرخ تھا کوچہ گلی اور سُرخ تھا بازار بھی

(از لالہ برج لعل صاحب نسیم لاہور)

قوم کبھی جلتی رہی ہے جیتے رہیں اغیار بھی
درد کبھی قایم رہا ہے قایم رہے بیمار بھی

رنج و غم آئے ستم بڑھتا رہے سرد و الم
عاشقو غمخوار ہو تم ہیں بھلا دلدار بھی

دیکھ لے حالت ہماری ان دنوں برطانیہ
خواہش گل میں ہمارے چبھ گئے ہیں خار بھی

کہہ رہے ہیں عاشقان ہندیوں انگلینڈ سے
کاٹ لے سر ہم ہیں تو بخشدے تلوار بھی

وقت پڑنے جان اور ایمان تک صدقہ کیا
ہم لٹا بیٹھے ہیں تیری راہ میں گھربار بھی

کل گرا جو خون تھا اسکے نشان باقی ہیں آج
سُرخ تھا کوچہ گلی اور سرخ تھا بازار بھی

اتفاق ہند پہ نازاں نہ ہو اتنا نسیم
ہیں یہاں ہر یار بھی موجود ہیں یہاں اغیار بھی

مر کے بھی درد نہ بھارت کا مٹے گا دل سے

(از کشن چند صاحب زیبا)

کیا ہوا چلتی ہے تلوار دھارا ہو کر
حوصلہ مجھ کو بچائے گا کنارہ ہو کر
قوم کے واسطے یہ جان جو مٹ جائے گی
نام چمکیگا میرے بعد ستارہ ہو کر
مر کے مٹی سے نکلے گی صدا ہائے وطن
چل گئی سینہ پہ بیداد جو آرا ہو کر

مر کے بھی درد نہ بھارت کا مٹے گا دل سے
خون تڑپے گا میرا جوش سے پارا ہو کر

چلینگے ہر طرف چرخے بنینگی کھڈیاں کب تک

از لالہ بابو رام صاحب افگر سوجانپوری

بنیگی سرزمینِ ہند ہر جنت نشاں کب تک
رہیگا اس چمن میں دورہ بادِ خزاں کب تک

قیامت ہے عزیزانِ وطن کی بیکسی یارب
گرینگی ان کی امیدوں پہ آخر بجلیاں کب تک

جنوں کب تک رہیگا مغربی فیشن کا بتلا دو
یونہی دامانِ غیرت کی اڑینگی دھجیاں کب تک

جھکائے سر در اغیار پر اولاد جن کی
یہ بے غیرت رہیں گے دشمنِ ننگ نشاں کب تک

الٰہی اب تن انسانوں کو کھدر کی ضرورت ہے
چلینگے ہر طرف چرخے بنینگی کھڈیاں کب تک

صدا کیا آ رہی ہے باب ہمت ہے سنو افگر
اٹھو نوابِ گراں کب اٹھو نوابِ گراں کب تک

شیخی مت کرو نرمی سے کام کرو

کہہ رہا ہے آسمان یہ سب سماں کچھ بھی نہیں
یہ چمن دھوکے کی ٹٹی کے سوا کچھ بھی نہیں

توڑ ڈالے جو رسالے باندھکر بند کفن
گور کی بغلی میں چت ہے پہلوان کچھ بھی نہیں

جنکے محلوں میں ہزاروں رنگ کے فانوس تھے
جھاڑ انکی قبر پر ہے اور نشان کچھ بھی نہیں

تخت والوں کا پتہ دیتے ہیں تخت گور کے
کھوج نکلتا ہے یہاں کب بعد ازاں کچھ بھی نہیں

اڑ گئے تخت سلیمان کٹ گئے پریوں کے سر
گر گئی نے چاروں باندھی ہوا کچھ بھی نہیں

شبکے ڈنکے کی صدا سے گونجتے تھے آسمان
مقبروں میں نیم نجودیں تو عیش نشاں کچھ بھی نہیں

چمن ہند میں چلتی ہے ہوا گاندھی کی

(از جناب میاں فیروز الدین صاحب ڈونڈی لدھیانوی)

حکم اکسیر کا رکھتی ہے دوا گاندھی کی
اور مقبول خداوند ہے دعا گاندھی کی

نام گاندھی کا بلبل کی زبان پہ ہے دن رات
چمن ہند میں چلتی ہے ہوا گاندھی کی

ہند والوں کا محبوب ہے پیارا گاندھی
دل کو کیوں بھائے نہ ہر ایک ادا گاندھی کی

اب تو ڈونڈی ہے بڑے شوق بڑے ذوق سے تم
کہتے پھرتے رہو دن رات سدا گاندھی کی

آزاد کیا کبھی یہ ہندوستان نہ ہوگا

اب ہندوستان سے کیا دور خزاں نہ ہوگا
آزاد کیا کبھی یہ ہندوستان نہ ہوگا

آہیں بھریں گے کب تک یاں غم سے سب عنادل
آزاد بیکسوں کا کیا آشیاں نہ ہوگا

آفت زدہ کیا بھارت آفات میں رہیگا
راحت کا یاں کبھی کیا نام نشان نہ ہوگا

کمہلا رہے ہیں سارے گلشن کے میرے غنچے
پژمردہ باغ اپنا کیا گلستاں نہ ہوگا

کیوں چرخ کہنہ کب تک ڈھائے ستم پڑے
رادار تی پہ ظالم کیا مہرباں نہ ہوگا

پاتے تھے فیض سارے دنیا کے لوگ اس سے
بھارت پہ کیا بہار اب زرفشاں نہ ہوگا

دہ کشتہ وطن ہوں تو دیکھ لینا بھارت
خالی اثر سے میرا آہ و فغاں نہ ہوگا

عدمِ تعاون کی کشتی

(از میلا رام صاحب وفا)

وہ ہند جس کو غیرتِ باغِ جناں کہیں
وہ ہند جس کو واقعی جنت نشاں کہئے

خطرہ جہاں وبا کا نہیں قحط کا نہیں
افلاس سے کوئی بھی جہاں آشنا نہیں

پردہ نہیں دلوں پہ تعصب کے زنگ کا
زنہار امتیاز نہیں نسل و رنگ کا

لیل و نہار رہتا ہے طاری سکونِ عدل
چڑھتا نہیں وقار کی گردن پہ خونِ عدل

حبِّ وطن کو جرم سمجھتا کوئی نہیں
بدخواہ غادیانِ وطن کا کوئی نہیں

المختصر جہاں ہے مساوات کا عمل
ہوتا ہے اس اصول صحیح و سا عمل

باقی ہے خلق عشرۂ کشتِ عمل جہاں
چھنتا نہیں کسی سے بھی محنت کا پھل جہاں

لوگوں کو ہر طرح کی آزادیاں جہاں
آزاد شہریوں کی ہیں آبادیاں جہاں

وہ ہند جس میں ہند کے لوگوں کا راج ہے
وہ ہند جس کی آرزو ہم سب کو آج ہے

وہ ہند مختلف ہے جو اس ہند سے بہت
بیتاب اہلِ ہند ہیں جس کے لئے بہت

وہ ہند جس کو رکھتا تھا پیشِ نظر تلک
راہ تھا جس کو راہ میں گو ہر سفر تلک

مژدہ ہو طفل و پیر کو خورد و کلاں کو آج
کشتی رواں ہے یہ اسی ہندوستاں کی آج

یہ کشتی عجیب عدیم المثال ہے
گاندھی کا اس کی ساخت سے ظاہر کمال ہے

طوفان کا اس پہ ہو نہیں سکتا اثر کبھی
ہوتی نہیں ہوا سے زبر و زیر کبھی

سب کشتیوں سے بیشتر آسائش اس میں ہے
ہر اہلِ ملک کے لئے گنجائش اس میں ہے

اک بات اس میں اور بھی ہے لطف خیز یہ
جتنی بھری ہے چلتی ہے اتنی ہی تیز یہ

سب رہنما ہمارے اسی میں سوار ہیں
جو حبِّ ملک و قوم کے سرمایہ دار ہیں

بحرِ سیاسیات کے سب آشنا ہیں یہ
جن پر خدا کا ہاتھ ہے وہ ناخدا ہیں یہ

زنہار کیجئے نہ مزید انتظار اب
ہو جائیے بس آپ بھی اس میں سوار اب

میرا عقیدہ

صلے میں جانبازیوں کے تمغے جناب لے کر میں کروں گا۔
مجھے تو سوراج کی طلب ہے خطاب لیکر میں کروں گا

مکیں ہو تم گو مکاں ہے میرا کروں میں کیا کونسلوں جا کر
روپیہ یہ ہے جب تمہارا قبضہ حساب لیکر میں کیا کروں گا

ہوئے ہیں تین سال پورے تمہارے در پر گدائی کرتے
سوال کر کے میں کیا کروں گا جواب لے کر میں کیا کروں گا

مجھے تو ہے اب پسند کھدر یہ نرم و ریشم تمہیں مبارک
مجھے تو کانٹوں میں ہے الجھنا گلاب لیکر میں کیا کروں گا

طریق میرا عدم تعاون اصول میرا عدم تشدد
جہاں میں ہوں بیگناہ مستی عذاب لیکر میں کیا کروں گا

ہوا نہ میں تین سو برس میں تمہارے مکتب میں پڑھ کے قابل
سبق تمہارا تمہیں مبارک کتاب لے کر میں کیا کروں گا

جہاں میں ہندی ہے نام میرا شرف ہے روحانیت مجھ کو
مجھے تو مرغوب گنگا جل ہے شراب لے کر میں کیا کروں گا

ہم اپنی دیواریں طوفان میں بہا دیں گے

از فکر جناب سید صغیر حسین شاہ صاحب اکبر الہ آبادی
جو اس وقت آگرہ جیل میں ہیں۔

گر شعلے ہیں سینوں میں ظالم تو دکھا دینگے
زنجیر کے حلقوں کو اک دم میں جلا دیں گے

گر قید ہمیں ظالم سکھ ہے یہ سمجھ لینا
اک چھوٹی سی بستی ہم زنداں میں بسا دینگے

یہ سیل رواں اب ہرگز نہیں تھمنے کا
ہم اپنی دیواریں طوفان میں بہا دیں گے

زنجیر جنوں خود ہے فریاد اسیروں کی
جھنکار سے دنیا کو اک روز ہلا دیں گے

پامال نہ کر ظالم مٹ جائیگا جب ابھرینگے
یونان سے لندن تک طوفان اٹھا دیں گے

جاتے ہیں وطن واحد گر کہے اہل وطن پوچھیں
جذبات اسیراں کو پڑھ پڑھ کے سنا دیں گے

اُتارے چکے ہیں بانکی کمان والے

محشر بپا کریں گے ہندوستان والے
کچھ متفق ہیں ایسے وید و قرآن والے

کر کے قطع تعلق خود حکمراں بنیں گے
منہ تاکتے رہیں گے سارے جہان والے

کر دینگے تہ و بالا یکدم میں چرخ گردوں
زیر زمیں ہونگے نام نشان والے

اب رک نہیں سکیگی ایسی ہوا چلی ہے
خاموش ہو کے بیٹھیں وہم گمان والے

جائے گے گاندھی کے دکھ درد شانیکو
اُتارے چکے ہیں بانکی کمان والے

آقا سنبھل کے رہنا پرجا بگڑ رہا ہے

خانہ خراب ہونگے محل و مکان والے

یادگار تلک

آج ہم کو یاد آتے ہیں تلک

ملک پر سخت آفت آ رہی ہے — ظلم کی ہر سو گھٹا چھا رہی ہے
آج ہم کو یاد آتے ہیں تلک

ہو رہے ہیں قوم پر کیا کیا ستم — درد بڑھتا جا رہا ہے دمبدم
آج ہم کو یاد آتے ہیں تلک

گلشن قومی کو سونا دیکھ کر — بے سر و سامان پونا دیکھ کر
آج ہم کو یاد آتے ہیں تلک

جنگ آزادی ٹھنی ہے ملک میں — قوم پر بھاری بنی ہے ملک میں
آج ہم کو یاد آتے ہیں تلک

صور آزادی ہے پھونکا جا بجا — راہ صادق قوم کو دکھلا دیا
آج ہم کو یاد آتے ہیں تلک

بڑھ رہے ہیں نوجوانان وطن — لگ رہی ہے بجر دل میں لگن
آج ہم کو یاد آتے ہیں تلک

تارا اور چرخہ

(از میلا رام صاحب وفا)

چرخہ چلا رہی ہے فرخندہ خال تارا — عفت مآب تارا، روشن خیال تارا
کھانے پکانے سے جب ہوتی ہے روز فارغ — لے بیٹھتی ہے چرخہ نیکو خصال تارا
رہتی ہے شاد و خرم وہ سوت کاتتے ہیں — رکھتی ہے شغل اپنا یہ ماہ وصال تارا

تقلید اس کی لازم ہے ساری عورتوں کو
ہے اگلی دیویوں کی زندہ مثال تارا

ہاتھ میں ہو ہتھکڑی اور پاؤں میں زنجیر ہو

دیش کی خاطر اگر دنیا میں یہ تو میسر ہو — ہاتھ میں ہو ہتھکڑی اور پاؤں میں زنجیر ہو
آنکھوں کی خاطر تیر ہو چلتی گلے شمشیر ہو — سولی ملے پھانسی ملے یا موت دامنگیر ہو
مرگی بھی میری جان پر زحمت بلا تاثیر ہو — میری خاطر خاص کر دوزخ نیا تعمیر ہو
اس سے بڑھ کر اور بھی دنیا میں گر تعذیر ہو — منظور ہو منظور ہو منظور ہے منظور ہے

سوز جگر

از لال چند فلک

نہال ہند پر آنسو بہانے اپنی آنکھوں سے

جو ہوتے باغبان پودے لگاتے اپنی آنکھوں سے
اگر جلتا نہ لیمپوں میں بدیشی تیل مٹی کا۔
نہ ہم عینک جوانی میں لگاتے اپنی آنکھوں سے
ابھی رونے پر آئے ہیں ہم اے فلک ورنہ
زمین کیا آسمان کو بھی بہاتے اپنی آنکھوں سے

جیل کا ڈر جو دلوں میں ہے نکالو ابتو!

از روشن لال صاحب روشن فیروزپوری

آن بھارت کی چلی اسکو بچالو ابتو
قوم کیواسطے دکھ درد اٹھالو ابتو۔

دیش کیواسطے گر جیل میں بھی جاپا لڑو
شوق سے ہتھکڑی کہدو لگالو ابتو

ہے مخالف جو کوئی اسکا نہ کچھ خوف کرو
جیل کا جو ڈر دلوں میں ہے نکالو ابتو

اب نہیں وقت کہ تکلیف کو محسوس کرو
بوجھ جو سر پہ پڑے اسکو اٹھالو ابتو

دبتے دبتے تو ہمیں ایک زمانہ ہو گیا
جو دباتے تھے تمہیں انکو دبالو ابتو

جو کرو دل سے کرو ملک کی خاطر ہی کرو
بات سچ کہتا ہے روشن کو نہ ٹالو ابتو

یادِ تلک

از نورالدین نور لدھیانوی

ہمارے دل میں جگر میں ہماری آنکھوں میں
خدا گواہ تلک اب تلک ہے جا تیری

قسم خدا کی نہیں بھولتے کسی دم بھی
ہے یاد تازہ ہمیں درد آشنا تیری

تو گو خموش ہوا ہے مگر یہ یاد رہے
سنائی دیتی ہے اب تک وہی صدا تیری

دلوں پہ کندہ ہیں واللہ تیری سب باتیں
بچھڑ کے آنکھوں میں تصویر رہنما تیری

بشر تو کیا ہے؟ کہ ہیں مشغول ہر گھڑی ہر پل
یہ مدح سرائی میں مرغانِ خوشنوا تیری

عدم نمود بھی تیری نہیں نمود سے کم
بقا کا رنگ لئے پھرتی ہے غنا تیری

تصور آنکھوں کے ہے روبرو تیرا ابد
بسی دلوں میں ادا عیسیٰ ادا تیری

ہم ہند والوں کا ایثار اور خودداری
سکھائی ہوئی ہے اے لوکمانیہ تیری

تمام مشکلیں آسان ہماری ہو جائیں
دعا گرِ حق سے کہ مقبول ہو دعا تیری

غزل

ہمیں محتاج کر کے وہ بنے سرکار بیٹھے ہیں
عیاں صورت سے ہے گٹھڑی کیسی تانے بیٹھے ہیں
وہ ہیں خوشحال مالا مال ہم کنگال بیٹھے ہیں
انہیں جینے کی حسرت اور ہم بیزار بیٹھے ہیں
بھلا مرنے سے ڈر تو کیا دکھاتا ہے اسیروں کو
ہم اپنی زندگی سے خود ہی اب بیزار بیٹھے ہیں؟
مٹا دے جس کا جی چاہے اڑا دے جس کا دل چاہے
لیے سر کو ہتھیلی پر سر بازار بیٹھے ہیں؟
پہنا دو ہتھکڑی بیڑی کے زیور طوق دولہا کو
براتی ساتھ چلنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں

شرم اب بھی نہیں آتی ذرا بھی جی حضوروں کو
گئی اگر آبرو پھر بھی یہ عزت دار بیٹھے ہیں
تسلی کے لئے ابھی کچھ اور باقی رہتے۔
وہ تیری راہ میں ہر سو بچھائے خار بیٹھے ہیں

بندے ماترم نمبر

چھین سکتی ہے نہیں سرکار بندے ماترم — ہم غریبوں کے گلے کا ہار بندے ماترم
سر چڑھا ہو کے سر میں جبکہ اس نے آتا غرور — کان میں پہنچی جہاں جھنکار بندے ماترم
ہم رہیں بیٹھے کہ ہونا چاہیے اسوقت پہ — آج تو چلا رہا سنسار بندے ماترم
جیل میں چکی گھسیٹے بھوک سے ہو مر رہا — اس سے بھی رٹ رہا بیزار بندے ماترم
ڈاکٹر نے نبض دیکھی سر ہلا کر کہہ دیا — ہو گیا ہے اسکو تو آزار بندے ماترم
عید ہو گی اور دسہرہ شبرات سے سوگنا — ہے ہمارا لاڈلا تہوار بندے ماترم
ظالموں کا علم بھی کافور سا اڑ جائیگا
فیصلہ ہو گا سر دربار بندے ماترم

بندے ماترم نمبر

تیر ہے خنجر ہے یا تلوار بندے ماترم
کر رہا ہے قوم کو بیدار بندے ماترم
یہ وہ منتر ہے کہ جسکا نام ہے سنجیونی
سن کے پاتے ہیں شفا بیمار بندے ماترم
سن کے چہرہ فق ہو جاتا ہے کیوں اغیار کا
کیا کوئی ہے سانپ کی پھنکار بندے ماترم

دوستو ہر وقت تم اس منتر کو جپتے رہو
ہند کا کر دیگا بیڑا پار بندے ماترم
توپ کا بندوق کا مت بھول کر بھی نام لو۔
آئیگا اپنے بروئے کار بندے ماترم

آپ جیسے دلبروں کی اب ہمیں پرواہ نہیں
مل گیا ہے اب ہمیں دلدار بندے ماترم

سوراج کے زمانہ کا انتظار نمبر ۲

(از قلم جادو رقم لالہ لال چند جی فلک لاہور)

کبھی وہ دن بھی آئے گا کہ ہم سوراج دیکھینگے
دیار ہند میں پھر ہندیوں کا راج دیکھیں گے
چھٹے گی قوم اپنی غیر جاتی کی حکومت سے
وطن کو غیر ملکوں کا نہ ہم محتاج دیکھیں گے

گڑے گا ہند میں جھنڈا مساوات و عدالت کا
رواداری سے نسل و رنگ کا اخراج دیکھیں گے
نہ ہندی کوشش پر قبضہ رہے گا غیر حاکم کا
نہ بھارت ورش سے لیتے کسی کو کاج دیکھیں گے

رضاکاران آزادی کی کوشش بارور ہوگی
مظفر کانگرس کی ہر طرف افواج دیکھیں گے
ہمیشہ ہر گھڑی طفل و جوان و پیر کے دل میں
وطن کے عشق کی اٹھتی ہوئی امواج دیکھیں گے
تکالیف و مصائب دور ہونگے اہل بھارت کے
سنورتے ہند کے بگڑے ہوئے بھی کاج دیکھینگے

نہ آنے پائیں گی کثرت سے ملکِ غیر کی چیزیں
نہ جاتا ہند سے ہندوستان کا اناج دیکھیں گے
غریبوں کو بھی آئیگی میسر پیٹ بھر روٹی
یتیموں کو نہ دانے دانے کا محتاج دیکھیں گے
وجے کے ہار ہونگے لاجپت گاندھی کی گردن میں
مقدس مادرِ بھارت کے سر پر تاج دیکھیں گے
منائیں گے زمینِ ہند پر ہم جشنِ آزادی
فلک پر سے ہمیں خوش خوش ملک مہاراج دیکھیں گے

م۔ پیچ

جو ملک کی خدمت کرے وہ سرکش و غدار

اب ہونے لگا سختیٔ سرکار کا اظہار — اک آج گرفتار ہے کل وہ ہیں گرفتار
مذہب پہ چلے جو کوئی وہ مفسد و باغی — جو ملک کی خدمت کرے وہ سرکش و غدار
کیا تاب ہے جو حق بات کوئی منہ سے نکالے — ہیں ایکسو چوبیس ۱۲۴ دفعہ تعزیرات سے آزار
پابند سلاسل ہے کوئی - کوئی نظر بند — ضبط اسکی ضمانت ہے تو بند اسکا اخبار
جو رہ نہ سکے کہے سچ بات وہ دشمن — ہو جسکی زباں صرف خوشامد وہ مددگار
وہ خان بہادر جو گلا بھائی کا کاٹے — بدخواہ - جو مظلومیٔ محکوم کا غمخوار
انگریزی تمدن میں وہی جھوٹ ہی سچ ہے — برطانی تدبر میں ہے اقرار بھی انکار
تن بند نظر بند قلم بند زباں بند — ان بندشوں پہ ہم سے تعاون کے طلبگار
بہتر ہے کرو کھل کے جی بھر کے ستم خوب — رہ جائے نہ ستانے میں کسر کچھ بھی نہ زنہار

سختی ہی پہ موقوف ہے بہبودیٔ مظلوم
سختی ہی کا باعث ہو کہ ہم ہوگئے بیدار

لگے ہیں قدر اب کرنے جوان و پیر کھدر کی نمبر ۲۵

از مہاشہ بھاگیرتھ لال جی عاجز شملہ

کھلی ہے مدتوں کے بعد پھر تقدیر کھدر کی
لگے ہیں قدر اب کرنے جوان و پیر کھدر ... کی

ہے چرچا چار سو اس کا اسی کا ذکر ہے لب پر
ہر ایک شہر اور قصبے میں ہوئی تشہیر کھدر کی

لگے ہیں رشک سے کٹنے بدیشی سوت کے کپڑے
ہوا ہے ہند میں چلنے لگی شمشیر کھدر کی

نکالے گا دلوں سے کیوں کوئی کھدر کی عظمت کو
جہاں دیکھو وہیں ہوتی ہے اب تقریر کھدر کی

جگہ پاتی ہے اخباروں میں بھی تحریر کھدر کی
بنا ہے ہند کا ہر شخص اب تصویر کھدر کی

کئے ہے زیب تن پوشاک طفل و پیر کھدر کی

ملیں اوروں کو بھرے ملک گیری توپ بندوقیں
ہمیں سوراج لینے کو ملی شمشیر کھدر کی

زمانے نے بھلایا تھا سودیشی پیار کو دل سے
ہوئی گاندھی سے پھر دنیا میں اب توقیر کھدر کی

اعزا مرنے کو کفن گاڑھے کا دیتے ... ہیں
یہاں تک تو ترقی کر گئی توقیر کھدر کی

فریاد بھارت

غیر صورت ہے میری دیکھنے آئے کوئی
کون ہے قصۂ غم کس کو سنائے کوئی

کہتی ہے رو کے ہر ایک سے بھی بھارت ماتا
مجھ کو کمزور سمجھ کر نہ ستائے کوئی

دودھ بچپن میں سپوتوں کو پلایا میں نے
اب بڑھاپے میں دو انجھ کو پلائے کوئی

ضعف ایسا ہے کہ چلنے میں گری جاتی ہوں
دونوں ہاتھوں سے مجھے آکر اٹھائے کوئی

میں نے بگڑی ہوئی قسمت کو بنایا سب کی
میری بگڑی ہوئی تقدیر بنائے کوئی

غرق یہ بحر حوادث سے نہ ہو جائے کہیں
کشتیٔ ہند کو طوفان سے بچائے کوئی

یہ زمانہ کی ہے خوبی یہ مقدر کی ہے بات
چین سے سوئے کوئی چین نہ پائے کوئی

ناز بچپن میں اٹھائے ہیں ہر ایک کے میں نے
اب ضعیفی میں میرا بار اٹھائے کوئی

خواب غفلت میں پڑے سوتے ہیں سب اہل وطن
ہوش میں لائے کوئی ان کو جگائے کوئی

ترانۂ اتحاد

از زمیندار

چرچا ہے ہند والے بیدار ہو گئے ہیں

مدت کے بعد غافل ہوشیار ہو گئے ہیں۔
ہر ایک دل میں بھر گیا ہے جوش وطن پرستی
سب ملک کی مدد کو تیار ہو گئے ہیں
ہندوستان کی قومیں آپس میں مل رہی ہیں
پھر ایک دلی کے پیدا آثار ہو گئے ہیں
وہ ہندو اور مسلمان جو کل جدا جدا تھے
آج ایک دوسرے کے غمخوار ہو گئے ہیں
دونوں یگانگت کے نعرے لگا رہے ہیں
دونوں منافرت سے بیزار ہو گئے ہیں
کیا شیخ کیا برہمن کیا مولوی و لالہ
سب ایک ہی نشے میں سرشار ہو گئے ہیں۔
صد شکر بھائی بھائی شیر و شکر بنے ہیں
بچھڑے ہوئے ملے ہیں دکھڑے ہوئے مٹے ہیں
شاباش ہند والو الفت بڑھائے جاؤ
پردہ جو درمیاں ہے اس کو اٹھائے جاؤ
بس اتفاق میں ہے عظمت کا راز پنہاں

اس راز کو سمجھ لو رنجش مٹائے جاؤ
گر ہند آسماں ہے تم اس کے ہو ستارے
پہلو بہ پہلو اپنا جلوہ دکھائے جاؤ
ہم ہندو اور مسلم یک دل ہیں یکزباں ہیں
یہ دلفریب نغمہ ہر وقت گائے جاؤ
کوشش کرو کہ دنیا عزت کرے تمہاری
خلق خدا کے سر پر سکہ جمائے جاؤ
ہمت کے کام کر کے عالم کو دنگ کر دو
سارے جہاں میں اپنا ڈنکہ بجائے جاؤ
اللہ کرے مبارک یہ اتحاد تم کو
حاصل ہو جلد اپنے دل کی مراد تم کو

آپ اپنی غفلتوں کا ہم نشانہ ہو گئے

از جناب قاضی محمد حافظ الدین صاحب نشتر سکندر آبادی

کیا کہیں ہم تم سے کیا تھے اور اب کیا ہو گئے۔
چشم عبرت کے لئے گویا تماشا ہو گئے
ہو بہو تصویر ہیں ہم انقلاب دہر کی
ہو کے مشہور جہاں رسوائے دنیا ہو گئے
ہے ہماری ذات میں مخفی جہاں کا جزر و مد
بن کے بگڑے اور بگڑ کر نقش دریا ہو گئے۔

یا کبھی رہتی تھیں ہم سے آرزوئیں دور دور
یا سراپا آج تصویر تمنا ہو گئے

ہم وہ گل ہیں جو کہ بادِ رشک سے مرجھا گیا
جو کہ کھٹکا چشم حاسد میں وہ کانٹا ہو گئے

کیوں لگائے جا رہے ہیں سگن اسلام سے
ہم بھی کیا اغیار کے دل کی تمنا ہو گئے

خواب غفلت سے اٹھے کب رہبرانِ قوم و ملک
مٹتے مٹتے حیف کہ ہم نقش کفِ پا ہو گئے

ہم ہیں اور ہر مقابل فتنہ ہائے حشر خیز
جس قدر یہ مٹ گئے اتنے ہی پیدا ہو گئے

غیر کے ظلم و ستم کا ہے گلہ نشتر عبث
آپ اپنی غفلتوں کا ہم نشانہ ہو گئے

بندے ماترم نمبر ۳

جے جننی جنم بھومی سدا بندے ماترم — سکھ روپ ہے آنند تھا بندے ماترم
دل میں جگر میں پہاؤں سر میں سما گیا — دردِ زباں ہے رہنے لگا بندے ماترم
کھاتے ہوئے پیتے ہوئے چلتے پھرتے بیٹھتے — ہر ایک گھڑی صبح و مسا بندے ماترم
سکھ ہندو جین - پارسی عیسائی مسلمان — اسمیں سب ملکے کہا بندے ماترم
پنجاب یوپی سی پی اور مدراس بمبئی — ہر سمت سے آتی صدا بندے ماترم
بچہ جوان بوڑھا ہو یا استری پرش — کہنے لگا ہر چھوٹا بڑا بندے ماترم
ماتا کی جے کا نعرہ چہند ر گونجنے لگا — ہر دل سے ہے نکلنے لگا بندے ماترم

ایک سچے وطن پرست
کا
رُوح پرور گیت

خوف آفت سے کہاں دل میں ریا آئیگی — بات سچی ہے جو وہ لب پہ سدا آئے گی
دل سے نکلیگی نہ مر کر بھی وطن کی الفت — میری مٹی سے بھی خوشبوئے وفا آئیگی

میں اٹھا لونگا بڑے شوق سے اُس کو سر پر — خدمت قوم و وطن میں جو بلا آئے گی
سامنا صبر و شجاعت سے کرونگا میں بھی — پھر کے مجھ تک جو کبھی تیغ جفا آئے گی

غیر ظالم اور موذی سے جو کرے گا حملہ — میری امداد کو خود ذات خدا آئے گی
آتما ہوں میں بدل ڈالونگا فوراً چولا — کیا بگاڑے گی اگر میری قضا آئے گی

خون روئیگی سما پر میرے مرنے پہ شفق — غم منانے کے لئے کالی گھٹا آئے گی
ابر تر اشک بہائے گا میرے لاشہ پر — خاک اُڑانے کے لئے باد صبا آئے گی

زندگی میں تو ملنے سے جھجکتی ہے فلک
خلق کو یاد میری بعد مِنا آئے گی

ہمارے ہاں پر ایک قسم کی ملکی۔ علمی۔ مجلسی۔ تواریخی کتب بارعایت مل سکتی ہیں۔
پبلشرز۔

لاجپت رائے پرتھوی راج ساہنی
پبلشرز بک سیلرز لوہاری دروازہ ا

مفید ملکی خیالات

ازلال چند فلک لاہور

ثانی جاپان کی نہ اٹلی کا رومال اچھا ہے
جو بنے اپنے وطن میں وہی مال اچھا ہے
مجھے مرغوب نہیں چین کا زنگین شاعر
میرے بھارت کا مجھے جام سفال اچھا ہے
اوڑھ سکتا نہیں برلن کے دوشالے کو کبھی
مجھ کو مل جاوے جو کشمیر کی چھال اچھا ہے
طشتری مغربی سلور کی کروں کیا لے کر
گھر میں موجود ہے کانسی کا جو تھال اچھا ہے
ہم کو راحت ہے فقط ہند کی خوش رنگت کی
ہو اگر پیرس و لندن کا جمال اچھا ہے
جن خیالات سے پھیلی ہیں ودیشی چیزیں۔
ان کو اگر ہند میں آجائے زوال اچھا ہے
لکشمی جانے نہ پائے گی تمہارے گھر سے
ہند یو سیکھ لو صنعت کا کمال اچھا ہے
ایرے غیرے بھی بنے پھرتے ہیں رئیس ادب
عہد انگریز میں دیکھو یہ کمال اچھا ہے
نیشنلسٹوں پہ ہے کونسل کی حقیقت ظاہر
ماڈریٹوں کے پھنسانے کو یہ جال اچھا ہے
گرچہ سرکار سے مل جاتا ہے کورا ہی جواب۔

لوگ کہہ دیتے ہیں ممبر کا سوال اچھا ہے
کانگریس کو ہے یقین ہند کی بدحالی کا
سلطنت کہتی ہے اس ملک کا حال اچھا ہے
بھید اس بات کا کھلتا نہیں یارب
کانگریس یا کہ حکومت کا خیال اچھا ہے
قحط و افلاس کی طاری ہوئی گھٹائیں جس پر
کون کہہ سکتا ہے اس ملک کا حال اچھا ہے
تا ابد پھولے پھلے دھر میں مسٹر گاندھی
چمنستانِ وطن کا یہ نہال اچھا ہے
دیس سیوا میں جو آئے وہ مصیبت اچھی
خدمتِ ملک میں ہر رنج و ملال اچھا ہے
مشرقی کہتا ہے خالق کی عبادت بہتر
مغربی کا ہے تقاضا حرز و مال اچھا ہے
سب خیالات برے ہیں تیرے نزدیک فلک
اک فقط ملک کی خدمت کا خیال اچھا ہے

حسرت وطن

نہ ہم نفس ہے کوئی نہ ہے کوئی غمگسارِ وطن
وطن کی یاد ہے غربت میں یادگارِ وطن

وطن سے آنکلے ہیں جلا وطن ہو کر
ہزار حیف کہ مجھ سے چھٹا دیارِ وطن

رلا رہی ہے تمنا کو خون یادِ وطن
غریب کب سے ہے غربت میں سوگوارِ وطن

مزارِ حسرت مردہ سے آ رہی ہے صدا
کہ زیرِ خاک ہوں ابھی ہیں جلی غبارِ وطن

وطن سے لیکے صبا کچھ پیام لاتی ہے
کہ آرہی ہے اڑائے ہوئے غبارِ وطن

خبر تو وحشتِ دل بڑھ گئی ایک ذرا لانا
کہ میرے بعد ہوا آہ کیا فشاءِ وطن

زمیں پہ گر نہ پڑے دل میں غریب غش کھا کر
سنبھال اٹھ کے مجھے دردِ انتظارِ وطن

وہ جاں نثارِ وطن ہیں غریب ہوں افسوس
کہ میرے غم میں نکلتی ہے جانِ یارِ وطن

وہ اودی اودی گھٹائیں وہ جوشِ لالہ و گل
ہزار حیف وہ رعنائی بہارِ وطن

کہاں وہ صحبتِ مرغانِ خوشنوا ہے ہے!
کہاں وہ کنج کہاں وہ سبزہ زارِ وطن

جگر کے داغ وہ دھوتے تھے وادیوں میں کبھی
وہ دلفریب کہاں آہ! آبشارِ وطن

قفس میں بھول نہ صیاد رکھ تسلی کو
عزیز ان سے ہے آنکھوں کو میری خارِ وطن

اسیرِ دام ہوا ہیں ملک سے وہ کس وقت
شروع موسمِ گل جوشش بہارِ وطن

ہوں جاں نثار تیرا ہو نہ بدگماں صیاد
کرم ہا کرم کہ ہوں غربت میں بیقرارِ وطن

دودھ اور پانی

اک روز دودھ نے کی پانی سے پاک الفت
اک جان ہو گئے وہ مل جل کے بھائی بھائی

دم میں بڑھی وہ الفت یک رنگ ہو گئے وہ
اک دوسرے کا پیارا سو جان سے فدائی

حلوائی نے نہ ان کی الفت کا راز سمجھا
دونوں سے بھر کے رکھی بھٹی پہ جب کڑھائی

برچھی کی طرح اٹھے شعلے ڈرانے والے
بھائی رہے سلامت پانی کے دل میں آئی

خاموش بھاپ بنکر بھائی پہ جان فدا کی

کیا پاک اپنی نخھی بھائی پہ جان دے دی
اب دودھ میں تھی دیکھو الفت کا جوش آیا
کہنے لگا کہاں ہے وہ جاں نثار بھائی
افسوس آگ نے ہے پانی میرا جلایا ہا ہا
مجھ کو نہ بھائی لینا جب تک نہ کی چڑھائی
کہتے ہی بات اتنی اس کو جلال آیا
ایسا جھپٹ کے ابلا وہ آگ سب بجھائی
حلوائی نے دیا اک پانی کا اس پہ چھینٹا ہا ہا
بیٹھا وہ دودھ نیچے سمجھا کہ آیا بھائی ہا ہا
جس طرح دودھ پانی رکھتے تھے پاک الفت
یارب رہے جہان میں ہر ایک بھائی بھائی
عمر عزیز وہ ہے جو قوم پہ فدا ہو ہا ہا
مفقود ہو رہے ہیں اب قوم کے فدائی۔

نیکوں کی پہچان

از لال چند فلک

آگ میں پڑھ کر بھی سونے کی چمک جاتی نہیں
کاٹ دینے سے بھی ہیرے کی چمک جاتی نہیں
سل پہ گھس دینے سے بھی جاتی نہیں چندن کی بو
پھول کی مٹی میں مل کر بھی مہک جاتی نہیں
رنج میں آتا نہیں نیکوں کی پیشانی پہ بل ہا ہا ہا

دھوپ کی تیزی میں سبزے کی جھلک جاتی نہیں
جا نہیں سکتی کہیں ڈرنیں بھی شیروں کی دھاڑ
دست گلچیں میں بھی غنچوں کی چمک جاتی نہیں

خوف و خطر میں بدل سکتی نہیں شیروں کی خو
عندلیبوں کی قفس میں بھی چہک جاتی نہیں

صاحب ہمت نہیں دبتا مخالف سے کبھی
زور سے آندھی کی آتش کی بھڑک جاتی نہیں

نعرہ زن رہتا ہے آفات و حوادث میں دلیر
بادلوں میں گھر کی بجلی کی کڑک جاتی نہیں
ملک کی الفت کا جذبہ دل سے مٹ سکتا نہیں
قوم کی خدمت کی خواہش اے ملک جاتی نہیں

مہاراجہ یدھشٹر کی نصیحت

جو انہوں نے اپنے چار بھائیوں کو مہاراجگان زمانہ میں مطیع بنانے کے لئے روانہ کرتے وقت کی تھی
اس سے جھک کر خود بھی ملنا جس کے آگے سر جھکے
میان میں تلوار رکھ لینا اگر منبر جھکے
دیکھنا ٹیڑھی نظر میں تو بل جبیں پر ڈالنا
سوچ لینا گھی نکلتا ہے تب انگلی جھکے
تمام شد

کون کہتا ہے وہ جفا نہ کریں

مولانا حسرت موہانی کی جیل میں کہی ہوئی پہلی غزل
جو ۲۸ اپریل کو سابرمتی جیل میں لکھی گئی تھی

لطف کی اُن سے التجا نہ کریں — ہم نے ایسا کبھی کیا نہ کریں
مل رہے گا جو اُن سے ملنا ہے — لب کو شرمندہ دعا نہ کریں
صبر مشکل ہے آرزو بیکار — کیا کریں عاشقی میں کیا نہ کریں
مسلک عشق میں ہے فکر حرام — دل کو تدبیر آشنا نہ کریں
بھول ہی جائیں ہم کو یہ تو نہ ہو — کون کہتا ہے وہ جفا نہ کریں
مرضی یار کے خلاف نہ ہو — لوگ میرے لئے دعا نہ کریں
شوق اُن کا سو مٹ چکا حسرت
کیا کریں ہم اگر وفا نہ کریں

ڈاکٹر اقبال کی تازہ نظم

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
دل اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں غازی بن نہ سکا
کیا خوب امیر فیصل کو سنوسی نے پیغام دیا
تو چہرے کا حجازی ہے پر دل کا حجازی بن نہ سکا
اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے

گفتار کا یہ غازی تو بنا کردار کا غازی بن نہ سکا

عیش دو جہاں ہے کرم یار پہ موقوف

مولانا حسرت موہانی

احباب سے مخصوص نہ اغیار پہ موقوف
عیش دو جہاں ہے کرم یار پہ موقوف

کہہ سکتے ہیں خاموش بھی ہم دین کی خدمت
یعنی یہ نہیں شورش اخبار پہ موقوف

قوموں کی ترقی کے ہیں کچھ اور ہی اسباب
جوڑا اک یہ موقوف نہ ہیں تار پہ موقوف

آسان نہیں اقوال سے اخراج نتائج
یہ بات ہے کچھ دانش آثار پہ موقوف

منصور کی سولی پہ نمایاں ہوئی عظمت
ہے تمکنت اہل رضا دار پہ موقوف

قوت کی جو پوچھو تو یہ ہوتی ہے ہمیشہ
اقوام ہیں افراد کے ایثار پہ موقوف

کیا چیز تھی حسرت غم جاناں کی فراغت
جس کا ہے بیان میرے دل زار پہ موقوف

بیوفائی کے سوا کچھ تجھے منظور بھی ہے

از مہاشہ زیبا پرشاد دربا

تیری سرکار میں کچھ رحم کا دستور بھی ہے
بیوفائی کے سوا کچھ تجھے منظور بھی ہے

اپنے معشوق کی تعریف کہاں تک کیجیے
خوبصورت بھی ہے کمسن بھی ہے مغرور بھی ہے

دیکھئے یار تک ہوتی ہے رسائی کہ نہیں
شام ہونے کو ہے منزل مگر ابھی دور بھی ہے

میرے معشوق کے ہمسر ہو سراپا و اعطا
تیری جنت میں بھلا ایسی کوئی حور بھی ہے

پاس ناموس جسے ہو وہی بدنام رہا — جو تری راہ میں رسوا ہے وہ مشہور بھی ہے
تاب نظارہ کہاں مجھ کو کھنچا جاتا ہوں — جلوۂ یار میں اک نار بھی ہے نور بھی ہے
آزمائش کا یہ موقعہ ہے اٹھا تو خنجر — غیر موجود ہیں حاضر ترا رنجور بھی ہے
چشم جاناں ہے کوئی دل کو بچائیے کیونکر — ایک تو یونہی غضب اس پہ مخمور بھی ہے
محتسب چھوڑ نصیحت کو مزے لینے دے — میں بھی ہوں یار بھی ہے بادۂ انگور بھی ہے
ظلم والوں کو نہیں ظلم سے ہوتا ہے غرور — دیکھ تو خالی سدا خانۂ زنبور بھی ہے
ریجھتا دل کو میرے بال سیاہ دکھلا کر — مال اچھا ہے میری جاں شب دیجور بھی ہے

ناز سے جا جو اٹھاتا ہوں تو فرماتے ہیں
عاصی عاشق بھی ہے خان بھی ہے مزدور بھی ہے

دیکھنا ہے ایک دن دم خم تیری تلوار کا

از شری میان برہم سروپ صاحب ڈکشرما

ہے دل روشن ہمارا تار اک بے تار کا
جانتے ہیں حال گھر بیٹھے سمندر پار کا
حال جب ان سے کیا ہیں نے دل بیمار کا
ناز سے بولے یہ قصہ ہے سنا سو بار کا
سر بکف پھرتے ہیں ہم شوقی شہادت دل میں ہے
دیکھنا ہے ایک دن دم خم تیری "تلوار کا
دل ہیں دی جسکو جگہ دکھ درد میں ساتھی رہے
رائے سیدر دی وہ مالک بن گیا گھر بار کا
اپنے جلوے اور مانٹے سے مطلب واتا ن

ان کو کیا معلوم ہے کیا بھاؤ ہے بازار کا

رہرو راہ محبت دیکھ کر ہمت نہ ہار
طے ہوا جاتا ہے رستہ منزل دشوار کا

رات سر بستہ مسیحائی کا رہنے دیجئے
ہو چکا تم سے امداد بس حال بیمار کا

چڑھ کے سولی پر انا الحق کہدیا منصور نے
ڈر رہا ہے دنیا میں دل بیدار کو کیا دار کا

ہے کسی کے خنجر موج تبسم کا شکار
پوچھتے ہو حال کیا ذکر جگر افگار کا

چار قیدوں سے جو چھوٹے تب کوئی آزاد ہو

جب چمن بھی ایک ہو اور ایک ہی صیاد ہو
ہے برابر لکھنؤ ہو یا کہ قفس آباد ہو

نقل مجلس کے لئے قید سلاسل کیا ضرور
چاہئے آزادی طلب منت کش جلاد ہو

آزمائش سے نہیں ڈرتے کبھی مردان راہ
ہاں ستمگر اس سے بھی بڑھ کر کوئی بیداد ہو

قید غم - قید علائق - قید ہستی قید جہل
چار قیدوں سے جو چھوٹے تب کوئی آزاد ہو

زہد کامل گو ہے سرمایۂ صد ننگ و عار
آشنائے سحر منزل ہر لب فریاد ہو

جب تمنائے قفس لائی ہے تجھ کو کھینچکر
بلبل ناشاد اب پھر کیوں شکوۂ صیاد ہو

قول محکم عزم راسخ پائے ثابت چاہیئے
استقامت دل میں ہو سب پر خدا کی یاد ہو

اگر آزادی چاہتے ہو تو قابل ترین تصنیفوں کا ملاحظہ کرو

یعنی

شیر پنجاب فخر قوم لالہ لاجپت رائے جی۔ مہاتما گاندھی۔ لوک مانیہ تلک مہاراج بھائی پرمانند جی۔ رابندر ناتھ ٹیگور۔ بابو شیوبرت لال جی وغیرہ وغیرہ مصنفوں کی اعلے تصنیف کا مطالعہ ہر ایک ہندوستانی بھائی کا کرنا فرض ہے۔

روس کا رشی کونٹ ٹالسٹائی کی کتاب ہماری موجودہ غلامی اور کارل مارکس۔ از لالہ ہردیال ایم اے پریس میں ہیں ناظرین انتظار فرماویں۔ قیمت چھپنے پر مقرر ہوگی۔

اور ہر ایک قسم کی کتب ہمارے ہاں بارعائت مل سکتی ہیں۔

نوٹ:۔ آرڈر دیتے وقت نام اور پتہ خوشخط لکھیں۔

المشتہر

اوم پرکاش اینڈ برادرس لاہور

NOTICE.

We have in stock all sorts of books Political Moral, Sociaie, Religious by various eminent authors, such as Maharishi Dayanand Saraswati L. Lajpat Rai, Bhai Parmanand, M.A., Mahatma Gandhi, Lokmanya Tilak, B. Shiv Brat Lall Varman, Rabindro Nath Tagore, etc.

हमारे यहां हर प्रकार की राष्ट्रयि धार्मिक एतहसिक पुस्तकें सस्ती मिल सकती हैं ॥

आपबीती हिन्दी १।।) उर्दू १=)

गीता राज ,, १।।।) ,, १।)

गांधी जीवन में गीता रहस्य ,, ,, १

देश पूजा में आत्म बलिदान ,, ,, १।

जखमी पंजाब के प्रसिद्ध लखिक

लालाकिशन चन्द जवा कृत

देश दीपक हिन्दी ।।। उर्दू ।।-)

कौमी तलवार ,, ।।।)

धर्मा धर्म युद्ध ,, ।।।)

सती वृतान्त हिन्दी १।।) उर्दू १)

सच्ची देवियां ,, ।।।) ,, ।।)

सच्ची स्त्रियां ,, ।।।) ,, ।।)

राज स्थान की वीर रानियां ,, ,, ।।।) ,, ।।=)

राजपूतनीका विवाह ।)

हनुमान का जीवन चरित्र ,, ,, १।।) ,, १)

सीता चरित्र ,, २।।)

दुर्गा दास ,, २।।) ,, १।।)

अन्य हर प्रकार की पुस्तकें भी हम से मिल सकती हैं ।

प्रकाश ऐंड ब्रादर्श, लुहारी दरवाजा लाहौर ।